Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 4 No. 3 (March) (2026)

غزوۂ حنین کا واقعہ: تفسیرِ بیان القرآن اور سیرت ابن ہشام کا تقابلی جائزہ

The Battle of Hunayn: A Comparative Study of Bayan al-Qur'an and Sirat Ibn Hisham

Dr. Hafeezullah Khattak
Visiting Faculty Member, Khushal Khan Khattak University, Karak.
hafeez.ullah@kkkuk.edu.pk

Iftekhar Ahmad
PhD scholar University: International Islamic University Malaysia (IIUM)
ahmad.ai@student.Iium.edu.my

Aziz Ul Hassan
Alumni Department of Islamic & Arabic Studies University of Swat. azizulhassan4400@gmail.com

Abstract

This study presents a comparative analysis of the Battle of Hunayn as described in *Bayan al-Qur'an* by Dr. Israr Ahmad and *Sirat Ibn Hisham*, one of the earliest and most authoritative sources of Prophetic biography. The Battle of Hunayn, fought in Shawwal 8 AH shortly after the conquest of Makkah, occupies a significant position in Islamic history due to its military, spiritual, and pedagogical dimensions. The research aims to examine how both sources portray the causes, events, and outcomes of the battle and to identify areas of convergence and divergence in their narratives.

The study finds that both works agree on the essential historical framework of the event, including its timing, the participation of the tribes of Hawazin and Thaqif, the numerical strength of the Muslim army, the initial setback experienced by the Muslims, and their eventual victory through divine assistance. However, the two sources differ in methodology and emphasis. Dr. Israr Ahmad approaches the event primarily through a Qur'anic lens, highlighting lessons related to faith, reliance upon Allah, moral discipline, and the dangers of overconfidence in material strength. In contrast, Ibn Hisham provides a detailed historical account, documenting military preparations, strategic developments, key personalities, and subsequent events associated with the campaign.

The comparative study demonstrates that these two sources complement one another in understanding the Battle of Hunayn. While *Bayan al-Qur'an* illuminates its theological and educational significance, *Sirat Ibn Hisham* enriches the historical narrative with extensive detail. Together, they offer a comprehensive understanding of Hunayn as a defining moment that underscores prophetic leadership, steadfastness, and the centrality of divine support in achieving success.

Keywords: Battle of Hunayn -Bayan al-Qur'an -Sirat Ibn Hisham -Prophetic Biography (Sirah) -Divine Assistance and Leadership-

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 4 No. 3 (March) (2026)

غزوۂ حنین 6 شوال 8 ہجری میں فتح مکہ کے فوراً بعد پیش آنے والا ایک نہایت اہم اور سبق آموز معرکہ ہے جو اسلامی تاریخ اور سیرتِ نبوی ﷺ میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ حنین مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان ایک وادی کا نام ہے جہاں بنو ہوازن اور بنو ثقیف جیسے طاقتور قبائل آباد تھے۔ فتح مکہ کے بعد جب پورے جزیرۂ عرب میں اسلام کی سیاسی اور عسکری قوت نمایاں ہو گئی تو ان قبائل کو یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ اب ان کی خودمختاری بھی خطرے میں پڑ سکتی ہے، چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف پیش قدمی کرتے ہوئے ایک بڑا لشکر تیار کیا اور وادئ حنین میں جنگ کی منصوبہ بندی کی۔ رسول اللہ ﷺ بارہ ہزار مجاہدین کے عظیم لشکر کے ساتھ ان کے مقابلے کے لیے روانہ ہوئے۔ یہ تعداد اس وقت تک مسلمانوں کے تمام لشکروں سے زیادہ تھی، جس کے باعث بعض مسلمانوں کے دلوں میں یہ احساس پیدا ہوا کہ آج ہمیں اپنی کثرتِ تعداد کی وجہ سے شکست نہیں ہو سکتی۔ تاہم جنگ کے آغاز میں دشمن نے گھات لگا کر اچانک حملہ کیا اور شدید تیراندازی کے نتیجے میں مسلمانوں کی صفوں میں وقتی انتشار پیدا ہوگیا۔ اس نازک اور کٹھن مرحلے میں رسول اللہ ﷺ نے غیر معمولی ثابت قدمی، جرات اور قیادت کا مظاہرہ کیا اور میدانِ جنگ میں ڈٹے رہے، یہاں تک کہ منتشر ہونے والے مسلمان دوبارہ مجتمع ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید سے دشمن کو فیصلہ کن شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ قرآنِ مجید نے اس واقعہ کو سورۃ التوبہ کی آیات 25 تا 27 میں خصوصی طور پر بیان کرتے ہوئے مسلمانوں کو یہ اہم درس دیا کہ کامیابی کا انحصار محض ظاہری اسباب، جنگی سازوسامان یا کثرتِ تعداد پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدد، توکل اور اطاعتِ رسول ﷺ پر ہے۔ اسی وجہ سے غزوۂ حنین کو ایمان، توکل، تربیتِ نفس اور اسلامی قیادت کے ایک اہم نمونے کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اپنی تفسیر ’’بیان القرآن‘‘ میں ان آیات کی تشریح کرتے ہوئے اس غزوہ کے قرآنی، تربیتی اور دعوتی پہلوؤں کو نمایاں کیا ہے، جبکہ ابن ہشامؒ نے ’’السیرۃ النبویۃ‘‘ میں اس کے تاریخی پس منظر، اسباب، جنگی حکمتِ عملی، اہم شخصیات اور نتائج کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ان دونوں مصادر کا تقابلی مطالعہ غزوۂ حنین کے مختلف تاریخی، تفسیری اور تربیتی ابعاد کو سمجھنے میں نہایت معاون ثابت ہوتا ہے اور یہ واضح کرتا ہے کہ یہ واقعہ صرف ایک عسکری کامیابی نہیں بلکہ امتِ مسلمہ کے لیے توکل علی اللہ، نظم و ضبط، اطاعتِ قیادت اور نصرتِ الٰہی کے دائمی اصولوں کا عملی مظہر بھی ہے۔[1]حنین طائف اورمکہ کے درمیان ایک مقام کا نام ہےجہاں بنوہوازن اور ثقیف[2] آباد تھےیہ قبائل نہایت جنگجوؤاور بہت ماہر تیر انداز تھےانہیں فتح مکہ سے یہ خیال آیا کہ کہیں یہ مسلمان اب ہم پر حملہ نہ کردیں اس لیے ان کے مابین یہ مشورہ ہوا کہ ہم ان پر حملہ آور ہوں گےچنانچہ ان کا سردار مالک بن عوف بیس ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوا۔ ذیل میں ہم "غزوہ حنین "کے متعلق"بیان القرآن " میں مذکور مباحث سیرت تفصیلاًذکر کر کے ان مباحث سیرت کا " سیرت ابن ہشام "کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ پیش کریں گے ۔چنانچہ ڈاکٹرصاحب سورۃ التوبہ کی آیٰت مبارکہ " لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَيَوْمَ حُنَيْنِ ---وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَفِرِينَ[3] ذکر کرنے کے بعد " غزوہ حنین "کا تذکرہ فرماتے ہوئے رقمطرازہیں۔

غزوہ حنین بیان القرآن کی روشنی میں

---

[1] سیرت مصطفی،کاندھلوی،55/3

[2] یہ عرب کا ایک مشہور قبیلہ تھا جو بہت جنگجوتھا۔اور طائف کے اردگرد آباد تھا۔فتح مکہ کے بعد ہوازن سے مل کرمسلمانوں کا مقابلہ کیا لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔

[3] التوبہ،الآیۃ:25:26

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 4 No. 3 (March) (2026)

ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ غزوہ حنین[4] 8ہجری میں پیش آیا۔جنگ حنین میں لشکراسلام کی تعدادتقریباًبارہ ہزارتھی۔اس سےپہلے اس قدر کثیرتعداد میں لشکراسلام کبھی بھی کسی غزوہ میں اکھٹےنہیں ہواتھا ۔ان بارہ ہزار میں دس ہزارتو وہ لوگ تھے جو فتح مکہ کے موقع پرآپؐ کے ہمراہ تھےاوردوہزار وہ نو مسلم تھےجو فتح مکہ کے بعد لشکر اسلام میں شامل ہوگئےتھے۔مسلمانوں کی یہ لشکر کشی قبیلہ بنو ثقیف اور بنو ہوازن کےخلاف تھی جوطائف کےاردگردسر سبزوشاداب وادیوں میں مقیم تھے۔مسلمانوں نےاس سے قبل کئی باربہت کم تعداداور معمولی اسلحےکے ساتھ کفار کے بڑےبڑےلشکرکوعبرت ناک شکست سے دوچارکرچکےتھےچنانچہ اس مرتبہ بعض مسلمانوں کی زبان سےاپنے لشکرکی کثرت کی بناءپرکچھ اس طرح کے الفاظ نکل گئےکہ آج کے دن کون ہےجو ہمارامقابلہ کرسکے؟ہم ہرحال میں ان پرضرورغالب ہوں گےاور انہیں بدترین شکست دیں گے۔دوسری طرف دشمن پہلے سے ہی اپنےماہرتیراندازونکواونچےاونچےپہاڑیوں اورگھاٹیوں پرتعینات کرچکےتھے۔لشکراسلام کاوہاں پہنچتےہی انہوں نےاوپرسےمسلمانوں پرتیروں کےبوچھاڑشروع کردی جس سےمسلمانوں کے اس عظیم لشکر میں بھگدڈمچ گیااور یوں پورا لشکر تتر بترہوگیا۔بعض روایات میں آتاہےکہ اس وقت آپؐ کےساتھ صرف تیس یا چالیس مجاہدین رہ گئےتھےجو کہ علامہ شبلی نعمانیؒ نے بھی اپنی سیرت کی کتاب "سیرت النبیؐ"میں ذکرکیا ہےلیکن علامہ سیدسلیمان ندویؒ اپنے استاد کی رائےسے اختلاف کرتے ہوئےلکھتے ہیں کہ اسی دوران آپؐ کے ساتھ تین سو یاچار سو مجاہدین رہ گئےتھے۔لیکن بارہ ہزار میں صرف تین سویاچارسوکارہ جاناکوئی معمولی بات نہیں واقعہ نہیں تھا۔اس صورت حال میں آپؐ اپنی سواری سےنیچےاترآئےاور مسلمانوں کاعلم خود اپنے مبارک ہاتھ میں لے کر بلند آواز میں یہ رجز پڑھا: أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِب أَنَا ابْنُ عَبْدِ المُطَّلِب[5] میں اللہ کانبی ہواس میں کوئی شک نہیں ۔(اگر بارہ ہزار کا یہ لشکر میرا ساتھ دے تب بھی اور اگرنہ دےتب بھی) اورمیں عبدالمطلب کابیٹاہوں ،یعنی میں عبدالمطلب کاپوتاخودمیدان جنگ میں موجود ہوں بھاگنےوالانہیں ہوں ۔پھرآپؐ نے اپنےجانثاروں کوپکارا: إِلَيَّ يَا عِبَادَ اللهِ ! میری طرف آؤ اے اللہ کے بندو! اس کے بعد آپؐ نےحضرت عباسؓ کوحکم صادرفرمایاکہ مہاجرین اور انصارکو میری طرف اپنی بلند آواز سےبلائے ۔چنانچہ کچھ ہی دیر میں لوگ آپؐ کی طرف پلٹنا شروع ہوئے اورایک بارپھریہ عظیم لشکر پھر سے اکٹھا ہوا۔ اس کے بعداہل ایمان اور اہل کفارکے درمیان ایک زبردست جنگ ہوئی جس کے نتیجے میں مسلمانوں کو فتح اورکفارکو شسکت فاش ہوئی ۔ذیل آیت مبارکہ میں اس تفصیلی واقعہ کی طرف اشارہ ہے ۔ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِينَ " پس وہ کثرت تمہارے کچھ کام بھی نہ آسکااورتم پرزمیں پوری فراخی کےباوجودتنگ ہوگئی پھرتم پیٹھ موڑکربھاگ کھڑےہوئے ۔ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا ۔ پھراللہ تعالیٰ نےاپنی طرف سےاپنےرسولؐ اوراہل ایمان پرسکینہ اور اطمنان نازل فرمایااور ایسالشکراتارا جنہیں تم نے نہیں دیکھا "وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَفِرِينَ ۔ اور عذاب دیا کافروں کو اور یقیناً کافروں کا بدلہ یہی ہے۔ ثُمَّ يَتُوبُ اللَّهُ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَلَى مَنْ يَّشَاءُ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيْمٌ ۔[6]

بیان القرآن کی روشنی میں " غزوہ حنین "سے متعلق مباحث سیرت کو تفصیل کے ساتھ ذکر کرنے کے بعد اب ہم ان مباحث سیرت کا"سیرت ابن ہشام " کی روشنی میں ان کا تحقیقی مطالعہ پیش کریں گے۔

---

4 حنین طائف کے قریب ایک وادی کا نام ہے ۔جو مکہ سے سولہ(16) میل دور ہے۔حنین قوم عمالقہ کا سردار تھاجو اس وادی کا مالک رہا۔ اس مقام پر سات ہجری میں قبیلہ بنو ہوازن اوربنو ثقیف نےبعض عرب قبائل کواپنے ساتھ لےکرمسلمانوں کے ساتھ جنگ کی اور شکست فاش کھائی۔یاقوت الحموئؒ،مُعجم البلدان،دار الصادربیروت،123/2

5 صحیح البخاری،رقم الحدیث:4317

6 بیان القرآن،2/ 273-274

غزوہ حنین سیرت ابن ہشام کی روشنی میں

ابن ہشامؒ نے غزوہ حنین کا تذکرہ بہت تفصیل کے ساتھ نقل کیاہے۔چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ یہ غزوہ فتح مکہ کے بعد ۸ ہجری میں واقع ہوا۔جب قبیلہ بنوہوا زن کومکہ کی فتح ہونےکی خبرملی توان کےسردارمالک بن عوف نےدیگرقبائل کواپنےپاس جمع کرناشروع کیا ۔ پس ہوازن کے ساتھ تمام بنو ثقیف ، بنو نضر ، بنو جشم ، بنو بکر اور چند لوگ بنو ہلال کے جمع ہوئے جو بہت ہی قلیل تھے اور بنو قیس اور بنو کعب اور بنوکلاب میں سے ایک بھی شخص اس کے ساتھ نہ ہوا۔ بنو جشم میں ایک شخص بہت بوڑھا درید بن صمہ نامی تھا۔ اس کو بھی اس کی تجربہ کاری اور بزرگی کی وجہ سے انہوں نے اپنے ساتھ لیا۔ اور بنی ثقیف میں دوسردار تھے ایک قارب بن اسود بن مسعود بن معتب اور ایک ذوالخمار سمیع بن حرث بن مالک اور ایک اس کا بھائی احمر بن حرث ۔ اور اس تمام لشکر کا سردار مالک بن عوف مقرر کیا گیا تھا۔ راوی کہتا ہے جب یہ لشکر روانہ ہو کر مقام اوطاس میں پہنچا تو وہ بوڑھا شخص یعنی درید بن صمہ بھی ایک اونٹ پر ہودج میں سوار تھا۔ جب یہاں لشکر اتر اتو درید نے پوچھا یہ کون سامقام ہے؟لوگوں نے کہا اوطاس ہے درید نے کہا جنگ کے واسطے یہ بہت اچھی جگہ ہے یہاں کی زمین نہ بہت سخت ہے جس پر سے پھسلیں نہ بہت نرم ہے جس میں پیردھنسیں۔[7]

پھرجب حضور ؐکوبنو ہوازن کے آنے کی خبر ہوئی۔ آپ نے عبد اللہ بن ابی عدد اسلمی کو حکم دیا کہ تم بنوہوازن میں جا کر خبر لاؤ۔ چنانچہ عبداللہؓبنوہوازن کے لشکر میں گئے اور ان کے سب حالات معلوم کر کے حضورؐ کی خدمت عالیہ میں حاضرہوئےاورآپؐ کوتمام احوال سےباخبرکیا ۔ حضورؐنے بنوہوازن کے مقابلہ پر جانے کی تیاری کی تو کسی نے عرض کیا کہ صفوان بن امیہ کے پاس زرہ اور ہتھیار بہت ہیں حضور ؐنے صفوان کے پاس (جو مشرک تھے)آدمی بھیجا کہ بطور عاریت کے تم اپنی زر ہیں اور ہتھیار ہمیں دے دو تا کہ ہم ان کے ساتھ اپنے دشمن سے جنگ کریں۔ صفوان نے کہا کیا آپ میرا مال غصب کرتے ہیں؟ حضور نے فرمایا ہم غصب نہیں کرتے بلکہ بطور امانت کے مانگتے ہیں۔ جنگ سے فارغ ہو کر پھر تم کو سب واپس دے دیں گے۔ تب صفوان نے ایک سوزر ہیں مع ان کے ہتھیاروں کے حضور ؐکی خدمت میں بھیج دیں ۔[8]

حضورؐ دس ہزارکا لشکر جو فتح مکہ کے واسطے آپؐ کے ساتھ آیاتھا اور دوہزار لشکر اہل مکہ کا کل بارہ ہزار لشکر ساتھ لے کر ہوازن کی مہم پر روانہ ہوئے ۔ اور مکہ میں آپ نے عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس[9]کو ان لوگوں پر حاکم مقرر کیا ۔

جابر بن عبد اللہؓ[10]کہتے ہیں جب مسلمان حنین کی وادی میں پہنچے ۔ تو یہ وادی بہت نشیب میں تھی۔اس میں لوگ اترنے لگے اور صبح صادق کا وقت تھا۔ اور دشمن ہم سے پہلے وہاں پہنچ کر ٹیلوں اور گڑھوں میں چھپ گئےتھے۔ مسلمانوں کو اس کی خبر نہ تھی ۔ اب جو ں ہی مسلمان بے دھڑک اس وادی میں اترے تو یکبارگی سےہوازن نے چار وں طرف سے ان پر حملہ کیا۔ مسلمان وہاں سے الٹے پھرے اور حضورؐ لشکر کے دائیں طرف تھے ۔ آپ نے مسلمانوں کو آواز دینا شروع کی ۔ کہ اے لوگو! میری طرف چلے آؤ میں رسول خدا یہاں موجود ہو اور مہاجرین ، انصار اور اہل بیت کے لوگ آپ کے ساتھ تھے یعنی ابو بکر اور عمر اور علی اور عباس اور ابوسفیان بن حرث اور ان کا بیٹا اور فضل بن عباس اور ربیعہ بن حرث اور اسامہ بن زید اور ایمن بن ام ایمن بن عبید رضوان اللہ تعالی ٰعلیہم اجمعین جواسی جنگ میں شہید

---

[7] سیرت النبی ؐلابن ہشام،3/ 158-159

[8] سیرت النبی ؐلابن ہشام،3/ 160

[9]اپ کا نام عتاب بن اسیدہے۔آپ 612ء کو مکہ میں پیدا ہوئے۔آپ صدیق اکبر کے عہد خلافت میں مکہ کی امارت پر مامور تھےاور عمرفاروق ؓکے دورخلافت کے آخر میں 642ء کو وفات پائی۔اسد الغابہ،351/1،مرآۃالمناجیح شرح مشکواۃ المصابیح،32/3

[10] آپ کا اصل نام جابربن عبداللہ،کنیت ابو عبد اللہ صحا بی رسول ہیں ۔آپ 607ء کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔اور 74ھ میں وفات ہوئے۔ابن قتیبہ،المعارف،ص:307

ہوئے ۔ جابر ؓ کہتے ہیں کہ ہوازن میں ایک شخص سرخ اونٹ پر سوار تھا اور ہاتھ میں اس کے سیاہ نشان لمبے نیزہ میں لگا ہوا تھا۔ جب کوئی شخص اس کی زد پر آتا یہ نیزہ سے اس کو قتل کرتا ۔ اور پھر نشان کو اونچا کرتا۔ تو سب لوگ اس کی قوم کے اس کے گرد آ جاتے ۔ راوی کہتا ہے حضرت علی بن ابی طالب اور ایک شخص انصار میں سے یہ دونوں اس کی طرف چلے اور حضرت علی نے پیچھے سے جا کر اونٹ کو ایسی تلوار ماری کہ اونٹ گر پڑا۔ اور انصاری نے اس کا فر کو ایسی تلوار لگائی کہ ایک پیر اس کا مع نصف پنڈلی کے کٹ گیا اور وہ کجاوےپر سے نیچے گر کر مر گیا۔ابن ہشامؒ لکھتے ہیں کہ جس وقت مسلمان بھاگے تو بعض مکہ کے منافق جو ساتھ تھے ان کو اپنے نفاق اور حسد کے ظاہر کرنے کا موقع ملا۔ [11]

جب ہوازن کو شکست فاش ہوئی اور ان کے قبیلے میں سے ستر آدمی قتل ہوئےاور اس قوم کا سردار ذی الخمار تھا جب وہ قتل ہو گیا تو ان کا نشان عثمان بن عبد اللہ ربیعہ بن حبیب نے اپنے ہاتھ میں لیا۔ جب اس شخص کے قتل کی خبر حضور ؐکو پہنچی تو فرمایا اللہ اس کو اپنی رحمت سے دو کرے یہ قریش کا بڑا دشمن تھا۔ اور دوسرا بنی کعبہ میں سے جس کا نام حلاج تھا جب حضوؐر کو اس کے قتل کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا آج بنو ثقیف کے جوانوں کا سردار قتل ہوا۔ ابن الحلق کہتے ہیں جب ہوازن کو شکست ہوئی تو بعض بھاگ کر طائف میں آئے اور ان کا سردار مالک بن عوف تھا اور بعض اوطاس کو چلے گئے ۔ اور بعض مقام نخلہ کی طرف بھاگے اور یہ لوگ ثقیف میں سے بنی غرہ تھے ۔ اور انہیں کے تعاقب میں حضور کا لشکر بھی آیا۔ اور جو لوگ اوطاس کی طرف بھاگے تھے ان کے تعاقب میں حضورؐ نے ابو عامر اشعری کو فوج دے کر روانہ کیا ابو عامر نے ان میں سے کچھ لوگوں کو پالیا مگر ابو عامر کو ایک تیر ایسا لگا جس سے وہ شہید ہو گئے ۔ پھر ان کے بعد ابو موسیٰ اشعری نے جو ان کے چچا زاد بھائی تھے نشان اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور ان کے ہاتھ پر خدا نے اس جنگ کو فتح کیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں جس نے ابوعامرکو تیر مارا تھا وہ درید بن صمہ کا بیٹا سلمہ بن ورید تھا۔ راوی کہتا ہے کہ ہوازن کے لشکر بنی نصر کی شاخ بن رماب میں سے جب بہت لوگ غازیان اسلام نے قتل کیے تو عبداللہ بن قیس نےحضور سے عرض کیا یا رسول اللہ !بؔنی رباب ہلاک ہو گئے ۔ حضور نے فرمایا: اے خدا !ان کی مصیبت کا ان کو اچھا معاوضہ دے۔ جب ہوازن کو یہ شکست ہوئی۔ تو مالک بن عوف چند اپنی قوم کے سواروں کے ساتھ بھاگ کر راستہ کے ایک ٹیلے پر کھڑا ہوا۔ اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہاں ٹھہر جاؤتاکہ اور جولوگ بھاگے ہوئے آئیں تو دہ بھی تم سے مل جا ئیں ۔ چنانچہ چند لوگ اور آکر ان کے ساتھ شامل ہوئے ۔ پھر ایک لشکر آتاہوا ان کو دکھائی دیا۔ مالک نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا ایسے لوگ آتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ جنھوں نے اپنے نیزوں کو اپنے گھوڑوں کے دونوں کانوں کے بیچ میں لمبار کھ چھوڑا ہے مالک نے کہا یہ لوگ بنی سلیم ہیں۔ تم ان سے کچھ خوف نہ کرو۔ چنانچہ بنی سلیم سید ھے نکلے اورچلے گئے ۔ پھر ایک اور لشکر آتا ہوامعلوم ہوا۔ مالک نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں ؟ساتھیوں نے کہا یہ لوگ نیزے تانے ہوئے چلے آتے ہیں۔ اور گھوڑوں پر سوار ہیں۔ مالک نے کہا یہ اوس اور خزرج ہیں۔ ان سے بھی کچھ خوف نہ کرو۔ چنانچہ یہ لوگ بھی بنی سلیم کے پیچھے نکلے چلے گئے ۔ پھر ایک سوار آتا دکھائی دیا۔ مالک نے پوچھا اب کون آتا ہ؟۔ ساتھیوں نے کہا ایک سوار شانہ پر نیزہ رکھے اور سرخ عمامہ باندھے چلا آتا ہے مالک نے کہا یہ زبیر بن عوام ہے اور یہ ضرور تم سے معرض ہو گا۔ تم اس کے مقابلہ کو تیار ہو جاؤ ۔ چنانچہ جب زبیر اس ٹیلے کے پاس پہنچے اور ان لوگوں کو انہوں نے دیکھا۔ فوراً ان پر حملہ کیا اور اس قدر نیزہ سے ان کی خبر لی کہ ان کو وہاں سے بھگا دیا۔ ابن ہشام لکھتےہیں کہ ابو عامر کی اوطاس کی جنگ میں مشرکین میں سے دس بھائیوں سے ملاقات ہوئی ۔ اور یکے بعد دیگرے ابو عامر نے ان میں سے نو کو قتل کیا اور جب ابوعا مرحملہ کرتے تھے تو پہلے دعوت اسلام کر کے کہتے تھے اے خدا اس پر گواہ ہو جا۔ پھر اس شخص کو قتل کرتے تھے ۔ جب

---

11 سیرت النبی ؐلابن ہشام،3/ 161

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 4 No. 3 (March) (2026)

دسویں بھائی کی باری آئی تو اس کو بھی دعوت اسلام دی اس نے کہا گواہ ہوجاؤ ۔ اس بات کو سن کر ابو عامر نے اپنا حملہ روک لیا اور یہ شخص بھاگ گیا پھر یہ مسلمان ہوا۔ اور اس کا اسلام بہت اچھا رہا۔ اور جب حضور اس شخص کو دیکھتے توفرماتے تھے یہ ابو عامر کا بھگایا ہوا ہے۔ پھر اسی اوطاس کی جنگ میں دو بھائیوں حلاء اور اونی نے جو حرث کے بیٹے اور بنی جشم بن معاویہ کے قبیلہ سے تھے۔ ایک ساتھ دونوں نے ابو عامر کو تیر مارا ایک کا تیر ابو عامر کے دل میں اور دوسرے کا گھٹنے میں لگاابو عامر شہید ہوئے ۔ ان کے بعد ابو موسیٰ اشعری نے لشکر کا نشان سنبھالا اور ان دونوں بھائیوں کو مع باقی دشمنوں کے قتل کیا۔ ابن الحلق کہتے ہیں حضور ایک عورت کی لاش کے پاس سے گزرے جس کو خالد بن ولید نے قتل کیا تھا اور لوگ بہت سے اس لاش کے گرد جمع تھے حضور نے پوچھا یہ کیا ہے؟ کسی نے عرض کیا اس عورت کو خالد بن نے قتل کیا ہے۔حضور ؐ نے اس شخص سے فرمایا کہ جاؤ اور خالد بن ولید سے کہہ دو کہ رسول خدا تمہیں عورت ،بچے،اور بوڑھے،کو قتل کر نے سے منع فرماتے ہیں ۔[12]

ابن ہشام ؒ لکھتے ہیں کہ اس روز حضور ؐ نے اپنے افسران لشکر سے فرمایا کہ اگر بنو سعد میں سے بجاد تمہارے ہاتھ آ جائے تو ہرگز اس کو نہ چھوڑنا۔ اس شخص نے بڑی گمراہی پھیلائی تھی۔ صحابہ کرام نے اس کو گر فتار کیا اور مع اس کے اہل وعیال کے لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسی کے ساتھ شیماء بنت حرث بن عبد العزبی حضور کی دودھ شریک بہن بھی تھیں راستے میں ان لوگوں کو صحابہ نے جلد چلنے کی تکلیف دی شیماء نے کہا اے لو گو! تم جانتے بھی ہو کہ میں تمہارے رسول کی دودھ شریک بہن ہوں ۔ تم کو میری حرمت و عزت کرنی چاہئے ۔ صحابہ نے اس کے قول کی تصدیق نہ کی یہاں تک کہ جب یہ قافلہ حضور کی خدمت میں پہنچا۔ تو شیماء نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ! میں آپ کی دودھ بہن ہوں حضور نے فرمایا اس کی کوئی نشانی بھی تمہارے پاس ہ؟۔ شیماء نے کہا ہاں ایک دفعہ آپ نے میری پشت میں کاٹا تھا۔ اس کا نشان اب تک موجود ہے تب حضور کو بھی یاد آیا۔ اور آپ نے اپنی چادربچھا کر اس پر شیما کو بٹھایا۔ اور فرمایا اگر تم چاہو تو عزت کے ساتھ رہواور اگرچاہوتو اپنی قوم میں چلی جاؤ۔ میں تم کو رخصت کر دوں۔ شیما نے عرض کیا میں اپنی قوم ہی میں رہنا چاہتی ہوں۔ حضورؐ نے ان کو بہت سا مال و اسباب دے کر رخصت کیا ۔ بنو سعد کے لوگ کہتے ہیں کہ حضور نے شیماء کو ایک غلام محول نامی اور ایک لونڈی بھی دی تھی اور آپس میں ان دونوں کی شادی کرادی تھی ۔ اور ان کی نسل اب تک باقی ہے۔[13]

غزوہ حنین کو"بیان القرآن "اور "سیرت ابن ہشام"کی روشنی میں تفصیل سےذکر کرنے سے معلوم ہوتاہے کہ ڈاکٹرصاحب اور ابن ہشامؒ نے مذکورہ بحث میں مباحث سیرت سے متعلق تفصیلی بحث فرمائی ہے ۔

ذیل میں ہم "بیان القرآن "اور" سیرت ابن ہشام "کی روشنی میں اس واقعے (غزوہ حنین)کا خلاصہ پیش کریں گےکہ یہ دونوں حضرات کن باتوں میں متفق اور کن باتوں میں ایک دوسرے سے مختلف رائے رکھتے ہیں ۔

خلاصہ بحث

- ✓ دونوں نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ 8 ہجری میں پیش آیا۔
- ✓ دونوں نے یہ لکھاہے کہ مسلمانوں کی یہ لشکر کشی قبیلہ بنو ثقیف اور بنوہوازن کے خلاف تھی۔
- ✓ ابن ہشام نے لکھاہے کہ حضور ؐنے صفوان کے پاس (جو مشرک تھے)آدمی بھیجا کہ بطور عاریت کے تم اپنی زر ہیں اور ہتھیار ہمیں دے دو تا کہ ہم ان کے ساتھ اپنے دشمن سے جنگ کریں۔ صفوان نے کہا کیا آپ میرا مال غصب کرتے ہیں؟ حضور نے فرمایا ہم غصب نہیں کرتے بلکہ بطور امانت کے مانگتے ہیں۔ جنگ سے فارغ ہو کر پھر تم کو سب واپس

---

[12] سیرت النبی ؐ لابن ہشام، 3/ 164-165

[13] سیرت النبی ؐلابن ہشام،3/ 166-167

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

Vol. 4 No. 3 (March) (2026)

دے دیں گے۔ تب صفوان نے ایک سوزر ہیں مع ان کے ہتھیاروں کے حضورؐ کی خدمت میں بھیج دیں جبکہ ڈاکٹر صاحب نے یہ ذکر نہیں کیا۔

- ✓ دونوں نے لکھاہے کہ مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار تھی۔
- ✓ دونوں نے لکھاہےکہ جب حضورؐ اپنے ساتھیوں سمیت حنین پہنچےتو دشمن پہلے سے اپنے مورچوں میں تیار بیٹھے تھے۔توانہوں نےاوپرسےتیروں کی بارش کردیجس سےمسلمانوں کالشکرتتربترہوگیا ۔
- ✓ ڈاکٹر صاحب نے لکھاہے کہ کہ دشمن کے اچانک حملے سے حضورؐ کے پاس 300 یا 400 صحابہ اکرام رہ گئے۔ جبکہ ابن ہشام نے یہ ذکر نہیں کیا۔
- ✓ ابن ہشام نے لکھاہے کہ جابرؓسےروایت ہےکہ ہوازن میں ایک شخص سرخ اونٹ پر سوار تھا اور ہاتھ میں اس کے سیاہ نشان لمبے نیزہ میں لگا ہوا تھا۔ جب کوئی شخص اس کی زد پر آتا یہ نیزہ سے اس کو قتل کرتا ۔ اور پھر نشان کو اونچا کرتا۔ تو سب لوگ اس کی قوم کے اس کے گرد آ جاتے ۔ جبکہ ڈاکٹر صاحب نے یہ ذکر نہیں کیا۔
- ✓ دونوں نے لکھا ہے کہ جب ہوازن نے چار وں طرف سے مسلمانوں پر حملہ کیااور مسلمان وہاں سے الٹے پھرے اور حضورؐلشکر کے دائیں طرف تھے ۔ آپ نے مسلمانوں کو آواز دینا شروع کی ۔ کہ اے لوگو !میری طرف چلے آؤ۔ میں رسول خدا یہاں موجود ہوں۔پھر جب لوگ حضورؐکے پاس جمع ہوئے تواللہ تعالیٰ نےمسلمانوں کوفتح نصیب فرمائی ۔
- ✓ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ ہوازن کے ستر آدمی مارے گئے۔ جبکہ ڈاکٹر صاحب نے یہ ذکر نہیں کیا۔
- ✓ ابن ہشام نے لکھاہے کہ جب ہوازن کو شکست ہوئی تو ان میں بعض طائف،بعض اوطاس،اور بعض نخلہ بھاگ گئے۔اوطاس والوں کے تعاقب میں آپؐ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی قیادت میں ایک دستہ بھیجامگر آپؓ تیر لگنے سے شہید ہوئے۔ جبکہ ڈاکٹر صاحب نے یہ ذکر نہیں کیا۔
- ✓ ابن ہشام نے حضورؐ کی دودھ شریک بہن شیما ءکا واقعہ ذ کر کیا ہے جبکہ ڈاکٹرصاحب نے یہ ذکر نہیں کیا۔

خاکہ:

1. **واقعہ کا وقت:**
   - دونوں نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ 8 ہجری میں پیش آیا۔
2. **لشکر کشی کا مقصد:**
   - دونوں نے ذکر کیا ہے کہ مسلمانوں کی یہ لشکر کشی قبیلہ بنو ثقیف اور بنو ہوازن کے خلاف تھی۔
3. **صفوان بن امیہ سے ہتھیار کا مطالبہ:**
   - ابن ہشام نے لکھا ہے کہ حضورؐ نے صفوان کے پاس، جو مشرک تھے، آدمی بھیجا کہ بطور عاریت ان سے زرہ اور ہتھیار طلب کیے۔
   - صفوان نے کہا کہ کیا آپ میرا مال غصب کرتے ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا ہم غصب نہیں کرتے بلکہ امانت کے طور پر مانگتے ہیں۔
   - جنگ کے بعد یہ ہتھیار واپس کر دیے جائیں گے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس واقعہ کا ذکر نہیں کیا۔
4. **مسلمانوں کی تعداد:**
   - دونوں نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار تھی۔
5. **حنین کی جنگ کا آغاز:**
   - دونوں نے ذکر کیا ہے کہ جب حضورؐ اور صحابہ کرام حنین پہنچے، تو دشمن پہلے سے اپنے مورچوں میں تیار بیٹھے تھے۔
   - دشمن نے اوپر سے تیر اندازی کی جس سے مسلمانوں کا لشکر منتشر ہو گیا۔
6. **ڈاکٹر صاحب کی تفصیل:**
   - ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے کہ دشمن کے اچانک حملے کے بعد حضورؐ کے ساتھ صرف 300 یا 400 صحابہ کرام رہ گئے۔
   - ابن ہشام نے اس کا ذکر نہیں کیا۔
7. **ہوازن کا جنگی لیڈر:**
   - ابن ہشام نے لکھا ہے کہ ہوازن میں ایک شخص سرخ اونٹ پر سوار تھا، جس کے ہاتھ میں سیاہ نشان والے لمبے نیزے تھے۔

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

Vol. 4 No. 3 (March) (2026)

- یہ شخص جنگ کے دوران اپنے دشمنوں کو قتل کرتا اور پھر نشان کو بلند کر کے اپنے لوگوں کو اشارہ دیتا۔
- ڈاکٹر صاحب نے اس کا ذکر نہیں کیا۔

8. **حضورؐ کی قیادت میں مسلمانوں کی فتح:**
- دونوں نے لکھا ہے کہ جب ہوازن نے مسلمانوں پر چاروں طرف سے حملہ کیا، مسلمان پیچھے ہٹ گئے۔
- پھر حضورؐ نے آواز دی کہ "اے لوگو! میری طرف آؤ، میں رسول اللہؐ ہوں"، اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی۔

9. **ہوازن کے نقصانات:**
- ابن ہشام نے لکھا ہے کہ ہوازن کے ستر آدمی مارے گئے۔
- ڈاکٹر صاحب نے اس کا ذکر نہیں کیا۔

10. **ہوازن کے فرار:**
- ابن ہشام نے لکھا ہے کہ جب ہوازن کو شکست ہوئی، تو وہ طائف، اوطاس، اور نخلہ کی طرف بھاگ گئے۔
- حضورؐ نے اوطاس کے لوگوں کا تعاقب کرنے کے لیے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو بھیجا، مگر وہ شہید ہو گئے۔
- ڈاکٹر صاحب نے اس کا ذکر نہیں کیا۔

11. **شیما ء کا واقعہ:**
- ابن ہشام نے حضورؐ کی دودھ شریک بہن شیما ء کا واقعہ ذکر کیا ہے۔
- ڈاکٹر صاحب نے اس کا ذکر نہیں کیا۔

الغرخ اس مضمون میں غزوہ حنین کے اہم واقعات کو بیان کیا گیا ہے، جیسے صفوان سے ہتھیار طلب کرنے کا واقعہ، دشمن کے حملے کے دوران مسلمانوں کی مشکلات، اور اللہ کی مدد سے مسلمانوں کی فتح۔ ابن ہشام اور ڈاکٹر صاحب کے درمیان ان واقعات کی تفصیل میں فرق بھی ذکر کیا گیا ہے، جیسے ہوازن کے جنگی لیڈر اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی شہادت۔

نتائج

اس تحقیقی مطالعے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ غزوۂ حنین کے حوالے سے تفسیر بیان القرآن اور سیرت ابن ہشام دونوں بنیادی تاریخی حقائق کے بیان میں باہم متفق ہیں۔ دونوں مصادر کے مطابق یہ غزوہ شوال 8 ہجری میں فتح مکہ کے فوراً بعد پیش آیا اور اس میں مسلمانوں کا مقابلہ بنو ہوازن اور بنو ثقیف سے تھا۔ دونوں نے مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار بیان کی ہے اور اس بات کی بھی وضاحت کی ہے کہ دشمن نے وادئ حنین میں پہلے سے منصوبہ بندی کے تحت گھات لگا رکھی تھی، جس کے نتیجے میں مسلمانوں کو ابتدائی طور پر پسپائی کا سامنا کرنا پڑا۔ مزید برآں، دونوں مصادر اس امر پر متفق ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ثابت قدمی، صحابۂ کرامؓ کی ازسرِنو اجتماعیت اور اللہ تعالیٰ کی خصوصی نصرت کے باعث مسلمانوں کو فیصلہ کن فتح حاصل ہوئی۔

تاہم دونوں کتب کے منہج اور اسلوبِ بیان میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے بیان القرآن میں اس واقعہ کے قرآنی، تربیتی اور ایمانی پہلوؤں پر خصوصی توجہ دی ہے اور اسے توکل علی اللہ، نصرتِ الٰہی اور انسانی غرور کے نتائج کے تناظر میں بیان کیا ہے، جبکہ ابن ہشامؒ نے تاریخی روایات، عسکری حکمتِ عملی، مختلف قبائل کی شرکت، جنگی واقعات اور بعد کے حالات کو تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے۔ سیرت ابن ہشام میں صفوان بن امیہ سے ہتھیار عاریتاً حاصل کرنے، ہوازن کے مختلف گروہوں کے فرار، اوطاس کی مہم، بعض اہم شخصیات کے کردار اور شیماء رضی اللہ عنہا کے واقعہ جیسی متعدد تفصیلات مذکور ہیں جو بیان القرآن میں موجود نہیں ہیں۔ اس کے برعکس بیان القرآن میں جنگ کے روحانی اور اخلاقی اسباق کو زیادہ نمایاں کیا گیا ہے۔

مجموعی طور پر یہ تحقیق اس نتیجے تک پہنچتی ہے کہ تفسیرِ بیان القرآن اور سیرت ابن ہشام ایک دوسرے کی تکمیل کرنے والے مصادر ہیں۔ ابن ہشامؒ کا بیان غزوۂ حنین کے تاریخی

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 4 No. 3 (March) (2026)

اور واقعاتی پہلوؤں کو واضح کرتا ہے، جبکہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ اس واقعہ کے قرآنی مفاہیم اور تربیتی جہات کو اجاگر کرتے ہیں۔ دونوں مصادر کے تقابلی مطالعے سے غزوۂ حنین کی ایک جامع اور متوازن تصویر سامنے آتی ہے جو نہ صرف تاریخی حقائق کو واضح کرتی ہے بلکہ مسلمانوں کے لیے توکل، استقامت، اطاعتِ رسول ﷺ اور نصرتِ الٰہی کے دائمی اسباق کو بھی نمایاں کرتی ہے۔

خلاصۂ

اس تحقیقی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ تفسیرِ بیان القرآن اور سیرت ابن ہشام دونوں غزوۂ حنین کے بنیادی واقعات کے بیان میں ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں، تاہم دونوں کے منہج اور اسلوب میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے قرآنی آیات کی روشنی میں اس غزوہ کے تربیتی، فکری اور ایمانی پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے، جبکہ ابن ہشامؒ نے تاریخی روایات، جنگی تفصیلات اور واقعاتی تسلسل کو زیادہ اہمیت دی ہے۔ اس تقابلی مطالعے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ غزوۂ حنین محض ایک عسکری معرکہ نہیں بلکہ توکل علی اللہ، اطاعتِ رسول ﷺ، استقامت اور نصرتِ الٰہی کے عظیم اسباق کا حامل ایک اہم سیرتی واقعہ ہے۔ دونوں مصادر کو یکجا کر کے مطالعہ کرنے سے اس غزوہ کی ایک جامع، متوازن اور تحقیقی تصویر سامنے آتی ہے جو سیرتِ نبوی ﷺ کے فہم میں گراں قدر اضافہ کرتی ہے۔